

سالاگرہ نمبر

صدف آصف

وفا عیاس



Downloaded From  
paksociety.com





خیالوں میں کھو گئی۔



ماوری، غزالہ اور ارشد علی کی اکلوتی اولاد تھی بڑی ہوئی تو گھر میں پھیلی تنہائی اسے کاٹتی، غزالہ کو اس کا دوستوں کے گھر زیادہ آنا جانا بھی پسند نہ تھا۔

”بس۔۔۔ جس سے ملنا ہے گھر میں بلاؤ، تمہیں کسی کے گھر جانے کی ضرورت نہیں جانے کیسے لوگ ہوں،“ ماوری اکیلے بیٹھے بیٹھے بے زار ہو کر پاس پرٹوس میں دوستی برہانا چاہتی تو غزالہ فوراً انکار کر دیتی۔

وہ جہاں بھی جاتیں بیٹی کو ساتھ رکھتیں۔ ماسٹرز کرنے کے بعد ماوری کی دنیا بہت محدود ہو کر رہ گئی۔ اسے گھر کی خاموشی کاٹ کھانے کو دوڑتی۔

ایک دن ماوری کے خالہ زاد بھائی سلمان دینی سے آتے ہوئے اس کے لیے لیپ ٹاپ لے آئے، گھر میں انٹرنیٹ کی سہولت پہلے سے ہی موجود تھی، یوں اسے اپنی تنہائی دور کرنے کا مصروف مل گیا۔

اس نے ایک سماجی ویب سائٹ پر اپنا اکاؤنٹ بنایا اور اچانک بہت سارے دوست اس کی خاموش زندگی میں ہانچل مچانے چلے آئے، ان سے چٹ چٹ کرنے میں وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلتا۔

”چلو۔۔۔ اچھا ہے مصروف تو ہوئی، ورنہ میری جان کھاتی رہتی۔“ غزالہ بیٹی کو گھر میں مصروف دیکھ کر مطمئن ہو گئیں۔ یہ جانے بنا کہ کبھی بے ضرر لمحے زہر آلود ہونے میں وقت نہیں لگاتے۔



یوشع آسٹریلیا سے چار سال بعد وطن واپس لوٹا تو یونیورسٹی کے پرانے ساتھیوں کی کھوج میں لگ گیا، اس کے ذہن میں شباب کا نام بھی گونجا، وہ دونوں بہت اچھے دوست تھے، مگر باہر جانے کے بعد سے رابطے منقطع ہو گئے تھے ایک روز جب وہ فرصت سے بیٹھا تھا تو اس نے شباب کے نمبر پر رابطہ کیا۔ جو اس نے اپنے ایک اور ساتھی سے مانگا تھا۔ شباب نے عادت کے مطابق یوشع سے بڑی گرمجوشی سے بات کی۔ دونوں

موسم کی رعنائی اپنے عروج پر تھی یا شاید اس کے دل کا موسم بڑا خوشگوار ہو چلا تھا، وہ شام سے آئینے کے سامنے کھڑی، خود کو خوشبوؤں میں بساتی ہوئی، بہت خوش دکھائی دے رہی تھی۔ بالوں کے لچھوں کو انگلیوں سے سیدھا کرتے ہوئے، ہلکے سروں میں کچھ گنگنائے لگی۔ اس کے پرکشش چہرے پر گویا آنے والی خوشیوں کے عکس جھلکنا لگے، آج کے خاص دن کی مناسبت سے اس نے آکس بلیوشیفون کا اسٹائلشن سوٹ پہنا ہوا تھا، سنہری رنگت کو ہلکے میک اپ نے دمکا دیا تھا۔ پنک لپ اسٹک کا آخری ٹیچ ہو نٹوں پر سجا کر وہ بڑے سبھاؤ سے دروازے کی جانب بڑھی۔

اسی وقت دروازے پر بڑے زور دار انداز میں دستک دی گئی، اس کا دل گھبرایا، ہاتھ برہا کر ہینڈل پر دباؤ ڈالا تو باہر مایاں کو کھڑا پایا، ان کے چہرے پر اضطراب کا سمندر تھا، انھیں مارنا دکھائی دیا۔

”ممی۔۔۔ کیا ہوا؟“ ماوری نے پریشانی سے پوچھا۔

غزالہ ارشد نے خاموش رہ کر ایک ٹنگ بیٹی کو گھورا۔

”یہ کتنی خوش ہے، کیسے اس کے ارمانوں کا خون کر دوں؟“ وہ بڑی الجھن میں پڑ گئیں۔

”پلیز۔۔۔ ممی ایسے کیا دیکھ رہی ہیں، بتائیں نا۔ کیا کوئی مسئلہ ہو گیا ہے؟“ ماوری نے پریشان ہو کر انہیں جھنجھوڑ ڈالا۔

”وہ۔۔۔ یوشع کا فون آیا تھا، اس نے مٹکائی تو زودی ہے، ان کے منہ سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی، ماوری کے پیروں تلے زمین نہ رہی۔

”نہیں۔۔۔ وہ ایسا نہیں کر سکتا۔“ ماوری بڑی بڑی براؤن آنکھوں پر تیزی سے پلکیں جھپکاتے ہوئے چیخ بڑی۔ غزالہ بیٹی کو سنبھالنے آگے بڑھیں، جواب گھٹنوں کے بل بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی، اچانک اس کے خیالوں میں شباب کے ہتے ہونٹ چلے آئے، اس کا تجزیہ درست نکلا، جنہیں اس نے حسد کا نام دے کر در خواشتا نہیں جانا۔

یادیں ماضی کے جھروکوں سے دھندلے دھندلے انداز میں ابھری اور اس کے ذہن پر سوار ہونے لگی۔ وہ



کافی دیر تک گپ شپ میں لگے رہے اور یونیورسٹی کی پرانی یادوں کو تازہ کیا۔

یوشع ایک ہفتے بعد جب کسی کام سے اس کے علاقے سے گزرا تو دوست سے ملنے کا خیال آیا، اس نے گاڑی شہاب کے بتائے ہوئے پتے کی جانب موڑ دی۔ وہ ایک پوش محلے کے وسیع و عریض گھر کے سامنے پہنچا تو اس کی نگاہوں میں ستائش آگئی۔

”واہ۔۔۔ لگتا ہے شہاب نے بڑی ترقی کر لی ہے۔“ اس نے گھر کے سامنے کھڑے ہو کر سوچا، پھر اسے خیال آیا کہ شہاب نے فون پر بتایا تھا کہ وہ آج کل اپنے ماموں کے گھر میں رہائش پذیر ہے۔

”واقف۔۔۔“ یوشع کو اس وقت مزید خوشگوار حیرت کا سامنا کرنا پڑا جب اطلاعی کھنٹی بجانے پر دروازہ کھولنے والی کو دیکھا کھلتا ہوا سنہری مائل رنگ و روپ، براؤن غلافی آنکھیں، موو کلر کی کرتی اور بلیوٹراؤزر میں ملبوس اس پیاری لڑکی نے لمحوں میں اس کا دل اپنی گرفت میں لے لیا۔ پتا چلا کہ وہ شہاب کی ماموں زاد بہن، ماوری ارشد ہے۔

شہاب کے گھر والے حیدر آباد میں رہتے تھے مگر وہ یہاں ایک دفتر میں اچھی پوسٹ پر فائز تھا، اسی لیے ماموں کے اصرار پر انیکسی میں شفٹ ہو گیا، والد کے نہ ہونے سے ان سب نے بہت مشکل وقت جھیلا تھا، حالات بدل چکے تھے، اس کے باوجود اس کی شخصیت کا دیوپن اور وجود پر لگی احساس کمتری کی چھاپ ختم نہ ہو سکی۔

یوشع کا متاثر کن قد و قامت، بولنے کا ایسا انداز کے سامنے والا لمحوں میں اسیر ہو جائے، پھر ماوری کیسے اس کی شخصیت کے سحر سے بچ پائی۔ اس کی نگاہوں کو اس کا انتظار رہنے لگا، اکثر جب شہاب اور یوشع لان میں بیٹھے باتوں میں محو ہوتے تو، ماوری لاشعوری طور پر دونوں کا موازنہ کرنے میں لگ جاتی اور یوشع کا پلا بھاری نکلتا۔

”اس لڑکی کی آنکھوں میں جادو ہے“ یوشع جب بھی ماوری کو دیکھتا، دل میں پسندیدگی کی لہر اٹھتی۔ ان کا

چھوٹا سا گھر انہ بھی اسے بہت پسند آیا۔ یوشع اب اکثر کسی نہ کسی بہانے سے ان کی طرف چلا جاتا۔ غزالہ نے بیٹی کے لیے پسندیدگی کی جھلک دکھائی دی تو اس کی آؤ بھکت میں لگ گئیں، اچھے رشتوں کا ویسے بھی کال پڑا تھا، ان کے اصرار پر وہ کئی بار رات کے کھانے پر وہاں رک گیا، تو ارشد صاحب سے بھی ملاقات ہو گئی۔ شہاب کا دن تو آفس میں گزر جاتا، پر شام میں وہ بھی فارغ ہوتا تو یوشع کو جم کر کمپنی دیتا۔ دونوں کے بیچ گھر بلو باتیں بھی ہوتیں۔

یوشع کو شہاب کی باتوں سے کبھی کبھار گمان ہوتا کہ وہ بھی ماوری کو چاہتا ہے۔ مگر گزرتے وقت کے بعد یہ عقدہ بھی کھل گیا معاملہ یکطرفہ ہے۔ ماوری کو اپنے کزن میں رتی برابر بھی دلچسپی نہیں۔

یوشع کے جانے کے دن قریب آگئے، اس دوران وہ ماوری سے کافی متاثر ہو چکا تھا۔ ایک دن اس نے ماوری کو تنہائی میں پر پوز کیا تو وہ سر ہلا کر شرماتی ہوئی اندر بھاگ گئی۔ اس کے دل کی کلی کھل گئی۔

غزالہ نے بھی اشاروں کنایوں میں اس پر دباؤ ڈالا کہ بیٹی کے لیے کچھ اچھے رشتے آئے ہوئے ہیں۔ یوشع کو اس لیے شادی کے لیے جلد سنجیدہ ہونا پڑا، شہاب خاموشی سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا یوشع نے ماما سے اس بات کا ذکر کیا تو وہ بخوشی ماوری کے گھر والوں سے ملنے کے لیے تیار ہو گئے۔

ایک قباحت تھی، اس کے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ شہاب سے اس بات کا تذکرہ کیسے کرے؟ ”ہیلو۔۔۔“ کچھ سوچ کر اس نے فون اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

”میں تمہیں پک کرنے آ رہا ہوں۔ کھانا کھانے باہر چلتے ہیں“ یوشع نے شہاب سے اپنی بات کہنے کے فوراً بعد لائن کاٹ دی۔



”اچانک۔۔۔ پروگرام بنالیا“ دونوں آمنے سامنے



بیٹھے کھانا کھا رہے تو شہاب نے لقمہ منہ تک لے جاتے پوچھا۔

”بس۔۔۔ ویسے ہی۔“ یوشع نے چاول ٹوٹتے ہوئے ٹالا۔

”کیا کوئی مسئلہ ہے۔۔۔ بڑے چپ چپ لگ رہے ہو؟“ شہاب نے اس کے چہرے پر پھیلی پریشانی بھانپ لی۔

”ہو نہ۔۔۔ کچھ خاص نہیں۔“ یوشع نے ایک بار پھر ٹالنا چاہا، پھر اپنا حال دل کہہ دیا۔ وہ تو بھونچکا رہ گیا۔

”ماوری کی مرضی معلوم کی کہ وہ کیا چاہتی ہے؟“ شہاب نے کچھ دیر پوچھا۔

”ہاں اسے کوئی اعتراض نہیں۔“ یوشع نے جواب دیا۔

”ایک بار پھر سوچ لو۔۔۔ تم جلد بازی تو نہیں کر رہے ہو؟“ اس کی آنکھیں کسی گہری سوچ میں تھیں۔

”نہیں۔۔۔ میں سچے دل سے ماوری کو چاہنے لگا ہوں اور واپس جانے سے تمیلے، منگنی کرنے کے موڈ میں ہوں“ یوشع نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔

شہاب جزبہ سنا ہونے لگا۔

”ایک۔۔۔ بات کہوں۔۔۔ میں تمہیں بھی شروع سے جانتا ہوں اور ماوری کو بھی۔ تم جتنے جذباتی اور اٹنے داغ کے ہو، وہ اتنی ہی معصوم اور نازک دل کی لڑکی ہے۔ ڈرتا ہوں کہ۔۔۔ اس کے ساتھ کچھ غلط نہ ہو جائے۔“ وہ یوشع کو بغور دیکھتے ہوئے بولا۔

”یہ بات تم مجھ پر چھوڑ دو، تمہیں میری وجہ سے کسی قسم کی شرمندگی نہیں اٹھانی پڑے گی۔“ یوشع نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ اسے شہاب کا انداز بہت برا لگا۔

”نھیک ہے۔ میں ممانی سے بات کروں گا۔“

شہاب نے ٹھنڈی سانس بھری اور حامی بھری۔

”میں کل ہی ماما پاپا کو لے کر آؤں گا تاکہ جانے سے پہلے بات کی ہو جائے“ یوشع نے سر ہلایا، دل کو اطمینان ہوا، مگر شہاب کا سکھ چین غارت ہو گیا۔



READING  
Section

ان لوگوں نے اتنی جلدی مچائی کہ غزالہ کو حامی بھرنی پڑی اور ایک ہفتے بعد ماوری اور یوشع کی منگنی کا دن طے پا گیا، سب کچھ اتنا اچانک ہوا کہ ماوری کو یوشع ہی نہیں تم آرہا تھا۔ ابھی تیاری مکمل نہیں ہو پائی تھی کہ منگنی کا دن سر پر آکھڑا ہوا، دس کام باقی رہ گئے اس پر افتاد یہ پڑی کہ غزالہ کا پی پی لو ہو گیا، شاید بازار کی دوڑ دھوپ نے اثر دکھایا، اتنے چکر آنے لگے کہ ان کا کھڑا ہونا مشکل ہو گیا۔

”ممی۔۔۔ اس ٹائٹ فٹنگ اس خاص موقع پر۔۔۔ آپ نے میرا ساتھ چھوڑ دیا۔“ وہ ماں کی بیماری سے پریشان ہو کر بولی۔

”تم ایسا کرو، شہاب کے ساتھ مارکیٹ چلی جاؤ۔“ غزالہ نے اسے بستر پر لیٹے لیٹے مشورہ دیا۔

”ممی۔۔۔ آپ جانتی ہیں۔۔۔ نا“ ماوری نے منہ بنایا، وہ جانا نہیں چاہ رہی تھی اس کے پاپا اور ان کی بہن یعنی شہاب کی امی اس رشتے پر زیادہ خوش نہیں تھے۔

”مجبوری ہے۔ آج کل حالات ویسے ہی خراب ہیں، میں تمہیں اکیلے تو نہیں بھیج سکتی“ غزالہ نے اسے شہاب کے ساتھ زبردستی شاپنگ کے لیے بھیج دیا۔

شاپنگ مال میں بہت رش ہو رہا تھا، عام حالات میں اسے بڑی مشکل سے کوئی چیز پسند آتی، مگر اس وقت وہ جلدی جلدی ضروری چیزیں خریدتی چلی گئی، شہاب کی نگاہیں مسلسل اس کے طواف میں تھیں، وہ جزبہ ہونی جا رہی تھی۔

جانے کیا بات تھی اسے شروع سے ہی اپنے کزن کی قربت الجھن میں مبتلا کر دیتی، یہ ہی وجہ تھی کہ جب پھوپھی اماں نے اس کا رشتہ شہاب کے لیے مانگا تو، ماوری نے باپ کی خواہش کے باوجود انکار کر دیا۔ اس دن کے بعد سے دونوں کے بیچ اجنبیت کی لکیر مزید گہری ہوتی چلی گئی۔ اس کی بے اعتنائی کے باوجود وہ اسے من ہی من میں چاہتا رہا۔

ماوری جیولری شاپ میں داخل ہوئی تو شہاب بھی اس کے پیچھے چل دیا۔ ٹڈائی آنکھوں پر سایہ فلگن گھنٹی



”ماوری“ میں نے بڑی مشکل سے آنٹی کو منایا ہے،  
کچھ گھنٹے تمہارے ساتھ گزار سکوں۔ تیار ہو جاؤ۔ پانچ  
منٹ میں پہنچ رہا ہوں۔“ یوشع امجد کے بھاری لہجے  
نے ماوری کے من میں ہلچل مچادی۔ دو دن پہلے ہی تو  
ان کی مٹکائی کی تقریب بڑی دھوم دھام سے انجام پڑی  
ہوئی تھی۔

”اتنا اچانک مجھے تیار ہونے کا وقت تو دیں“ وہ اپنے  
منگیتر سے موبائل پر بات کرنے کے ساتھ ساتھ لپ  
ٹاپ پر بھی بڑی تھی۔

”پلیز“ سمجھنے کی کوشش کرو، میری کل کی فلائٹ  
ہے۔ جانے کی تیاری بھی کرنا ہے۔“ یوشع نے التجا  
کی۔

”اتنی جلدی واپسی۔۔۔“ اس کے چہرے پر مایوسی  
پھیل گئی۔

چینٹنگ سے بھی دل اچاٹ ہو گیا، لاگ آؤٹ ہو  
کر پوری توجہ فون پر مبذول کر لی۔

”بس۔۔۔ بہت موج مستی کر لی اب ذرا کام  
دھندے پر بھی توجہ دوں، آخر شادی ہونے والی  
ہے۔“ یوشع نے پیار سے کہا۔

”مجھے تو وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا۔۔۔ کب  
واپس آئیں گے؟“ ماوری نے بے قراری سے پوچھا۔  
”باقی۔ باتیں راستے میں کر لیں گے۔ اسی لیے تو آ  
رہا ہوں۔۔۔ پلیز تم ٹائم ضائع نہ کرو۔“ اس کے لہجے کا  
امرت، ماوری پر پیار بھری مستی چھا گئی۔

”اتنی جلدی۔۔۔ اوکے صرف آدھا گھنٹہ دے  
دیں۔“ وہ ہونٹ سکڑ کر بولی۔

”فورا“ باہر آ جاؤ، میں تمہارے گھر کے باہر کھڑا  
ہوا۔ ویسے بھی مجھے تو تم ہر حلیہ میں اچھی لگتی ہو۔“ وہ  
جوش و خروش سے بولتا ہوا، ماوری کے ہاتھوں کے  
توتے اڑانے لگا۔

”شکر ہے نما کر ابھی استری والے کپڑے پہنیں  
ہیں۔“ اس نے لباس پر نگاہ دوڑائی، بلیک اوپن کڑھائی

پلیس اور دھلا ہوا سا وہ چہرہ، وہ اس کی حرکات و سکنات  
کو بڑی حسرتوں سے تنک رہا تھا، کبھی کوئی جھمکا کانوں پر  
رکھ کر دیکھتی، یا کوئی پارگلے سے لگا کر آئینہ میں اپنا  
جائزہ لیتی، کبھی جڑاؤ اٹکوٹھی اپنی نازک انگلی میں پھن  
کر چیک کرتی۔

”یہ۔۔۔ کتنی من موہنی ہے، کاش جان سکتی کہ  
میرے دل میں اس کے لیے کتنی محبت چھپی ہے۔“  
شباب نے اداسی سے سوچا۔

یوشع۔ جیسے بندے کے ساتھ گزارا آسان نہیں۔  
اس کی نگاہوں میں یونیورسٹی کے کئی ایسے مناظر گھوم  
گئے، جب وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپے سے باہر ہو کر  
اپنا آپ بھول جاتا۔ شباب سوچتا ہوا بے اختیار اس  
کے عقب میں آکر کھڑا ہوا، براؤن اوپن ہیل کے شوز  
سے جھانکتی اس کی گلابی ایڑیاں۔

”چلیں۔۔۔“ ماوری نے پوچھا، وہ خیالوں میں  
کھوئے کھوئے سر ہلا کر اس کے پیچھے چل دیا۔

”ماوری۔۔۔! کیا تم نے یوشع کو اچھی طرح جان لیا  
ہے؟“ شباب سے رہانہ گیا اس نے ماوری سے پوچھ ہی  
لیا۔

”جی میں جانتی ہوں۔۔۔ تو؟“ ماوری نے نہ سمجھ میں  
آنے والی نگاہوں سے دیکھا۔

”میں اس کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں، وہ بہت  
اچھا ہے۔ پر اس کی سوا اچھائیوں پر دو برائیاں حاوی ہیں  
ایک وہ بے حد جذباتی اور غصہ آور ہے، دوسرا حد سے  
زیادہ کانوں کا کچا ہے۔“ وہ گہم پر لہجے میں بولتا چلا گیا۔

”پلیز۔۔۔ دو دن بعد ہماری مٹکائی ہے۔ آپ ہم دونوں  
کے بیچ دراڑیں ڈالنے کی کوشش نہ کریں، مجھے ان کی  
وفا پر پورا یقین ہے۔“ ماوری کے چہرے پر ناگواری چھا  
گئی، اس نے سن گلاسز لگا کر منہ پھیر لیا۔

”اللہ۔۔۔ تمہارے یقین کو سلامت رکھے۔“

شباب نے گہری سانس لے کر دل میں کہا اور گاڑی  
آگے بڑھادی۔ پورے راستے وہ عجیب سی الجھنوں کو  
سلجھاتی رہی، جو شباب کی باتوں سے من میں پیدا ہو  
چکی تھیں۔



پھلکا۔

”ہم دونوں کی شادی۔ اب ایک سال کے بجائے چھ مہینے میں ہونے والی ہے، میں نے اسی لیے اپنا اس دفعہ کا نور مختصر کر دیا ہے، تاکہ جلدی واپس آسکوں اور تمہیں ہمیشہ کے لیے اپنا بنا کر یہاں سے لے جاؤں۔ وہ ایک سرشاری میں بولتا چلا گیا اور ماوری تو جیسے ان بگلوں کے سنگ ہواؤں میں اڑنے لگی۔

\*\*\*

”یوشع۔ تم نے ایسا کیوں کیا؟ وہ خیالوں سے لٹی تو سوچتی چلی گئی۔

”تم تو کہتے تھے محبت جیت ہے۔ مگر تم جھوٹ بولتے تھے، محبت جیت ہو کر بھی ہار گئی نا“ ماوری نے خود کو آئینہ میں دیکھ کر سوچا، سوچی ہوئی آنکھیں، بکھرے بال، پٹری جیسے ہونٹ، چند دنوں میں ہی وہ قسمت کی بساط پر پڑے ہوئے سرے کی طرح ہاری ہوئی لگ رہی تھی۔

”وہ دن کتنا معتبر تھا، اس دن تمہارے گھر والے شادی کی تاریخ رکھنے آرہے تھے اور تم نے اچانک منگنی توڑنے کا اعلان کر کے مجھے نامعتبر کر دیا۔“ اس بات کو ایک ہفتہ سے زیادہ گزر چکا تھا، مگر اس کے آنسو ٹھمنے کو تیار ہی نہیں تھے۔ سوچ سوچ کر دماغ پھس جا رہا تھا۔

اس نے ایک بار پھر یوشع کا نمبر ملایا، مگر فون بند، ماوری نے غصے میں سیل فون زمین پر دے مارا اور گھٹنوں میں منہ دے کر دوبارہ رونا شروع کر دیا۔

غزالہ اور ارشد صاحب نے بھی کئی بار ان لوگوں سے وجہ جاننے کی کوشش کی، مگر ادھر سے یوشع کے والد امجد اور ان کی بیگم فاطمہ نے بھی خاموشی اختیار کر رکھی تھی بس ایک ہی جواب، ”اب یوشع یہاں شادی کے لیے رضامند نہیں۔ یہ لوگ بھی لڑکی والے تھے، کتنا جھکتے، چپ ہونا ہی پڑا۔ شہاب بھی حیدر آباد گیا ہوا تھا، ابھی بات خاندان میں پھیلی نہیں تھی اسی لیے وہ لوگ اس کی واپسی کے منتظر تھے، شاید وہ یوشع سے

والی شرٹ اور سگریٹ پیٹ اس پر بیٹھ رہی تھی، جلدی سے خود پر جی بھر کر ریونوم کا چھڑکاؤ کیا، لپ اسٹک لگا لی، بالوں پر الٹا سیدھا برس پھیرا اور ماں کو بتائی بیگ اٹھا کر باہر بھاگی۔ راستے میں شہاب سے ملاقات ہوئی، دونوں کی نگاہیں آپس میں ٹکرائیں، اس نے منہ پھیر لیا، شہاب کے چہرے میں ایسا حزن طاری تھا کہ ماوری کے لیے نگاہیں ملانا مشکل ہو گیا۔

\*\*\*

وہ لمحے ماوری کی زندگی کا حاصل ٹھہرے، جو ان دونوں نے اس شام ایک دوسرے کی سگت میں گزارے۔ رم جھم برستی بارش سے بھیگی، سیاہ لمبی سڑک پر لانگ ڈرائیو کا اپنا ہی مزہ تھا۔ گاڑی چلاتے ہوئے جب بھی یوشع پار سے برابر والی سیٹ پر براجمان ماوری کو دیکھتا تو وہ نیلگوں شام میں برستی بارش کا حصہ نظر آتی۔

کافی دیر بعد انہیں بھوک کا احساس ہوا۔ بارش بھی رک چکی تھی۔ وہ دونوں ساحل کی طرف نکل پڑے، چوڑی سڑک کے اطراف پر لائن سے بنے رستوران کی روشنیوں سے سمندر جھلملارہا تھا، اماؤس کے گھور اندھیرے میں سفید چاندی سے بگلوں کے پروں کی لطیف پھڑپھڑاہٹ، مسکتی ہوا میں خنکی بڑھ رہی تھی، ماحول خاصا رومان رو رہا ہوا تھا۔ وہ دونوں قدم سے قدم ملا کر وہاں جا بیٹھے جہاں چٹانوں سے ٹکرائی لہروں کی آواز ماحول کی دلکشی بڑھانے کا سبب بنی ہوئی تھی۔ کھانے کے بعد ماوری نے بار بار گھڑی دیکھی تو یوشع نے انھنے کا عندیہ دیا۔

”آخری بات تو سن لو۔“ یوشع نے ہاتھ تھاما۔

”جی۔۔۔ کوئی خاص بات ہے؟“ ماوری بڑی بے چین سی ہو گئی۔

”میں نے ممایا کو منالیا۔“ اس نے مسہنس کری ایٹ کیا۔

”پلیز جلدی بتائیں کس چیز کے لیے منالیا؟“ وہ مسکراتی رات کی سیاہی میں اس کے چہرے کا سنہرا پن



بات کر کے اسے سمجھا سکے۔

”ہاں۔۔۔ وہی۔“

”اس کا مطلب تم اپنی دشمن خود ہی نکلیں۔“

انہوں نے ملامت بھری نظروں سے دیکھا۔ وہ بیٹی کو اس وقت کوئی رعایت دینے کے حق میں نہیں تھیں۔ ”ممی پلینز پوری بات تفصیل سے بتادیں ورنہ میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔“ ماوری کی آنکھوں سے آنسو قطار در قطار ٹپکنے لگے۔

”یوشع، یہاں سے خوشی خوشی آسٹریلیا لوٹا، اس کے سارے دوستوں نے انگلیہ جمنٹ کی خبر سنی تو ٹریٹ مانگی، اتفاق سے شیریں بھی چند ماہ پہلے اسی بلڈنگ میں شفٹ ہوا تھا جہاں یوشع رہتا ہے، وہ بھی اس پارٹی میں شریک ہوا، سب کی فرمائش پر جب یوشع نے منگنی کی تصاویر دکھائیں تو شیریں تمہیں پہچان گیا، اس وقت تو اس نے کچھ نہیں کہا، مگر بعد میں دھیرے دھیرے اس کے کان بھرنا شروع کر دیا، وہ تمہیں ایک بدکردار لڑکی کہتا ہے۔“

”ممی۔۔۔ وہ جھوٹ بولتا ہے، میری اس سے صرف دوستی تھی۔ تصویریں بھی اس نے میرے پرفائل سے اٹھائی ہوں گی، جو میں نے اپنے دوستوں کے فرمائش پر لوڈ کیں۔ دراصل میری پیکچرز دیکھنے کے بعد جب اس کی بات کرنے کا انداز بدلا تو میں نے اسے ان فرینڈز کر دیا۔“ ماوری کے چہرے پر پھیلی معصومیت، اس کی سچائی کی گواہ تھی۔

”مجھے خبر ہوتی کے تم گھر میں بیٹھ کر یہ گل کھلا رہی ہو تو پہلی فرصت میں نیٹ کا کنکشن کٹوا دیتی۔“ انہوں نے بیٹی کی بے وقوفی پر ہاتھ پائی۔

”ممی، سب میرے اچھے دوست ہیں۔“ اس نے صفائی دی لائیک اور تعریفی کمنٹس کی خواہشمند ماوری کو کیا خبر تھی کہ اس کا مستقبل یوں تباہ ہو جائے گا۔

”اف میرے اللہ اس لڑکی کو تھوڑی عقل دے، ایسے راہ چلتے، سب لوگ اچھے اور سچے ہونے لگے تو۔۔۔ تو معاشرہ سدھرنہ جائے؟“ غزالہ نے سر ہینا۔ ”پھر کیا ہوا؟“ اس کے ہونٹ کپکپائے۔

\*\*\*

”ماوری۔۔۔ تم نے اپنے ہاتھوں اپنی خوشیوں کو آگ لگا دی۔“ غزالہ نے بیٹی کو لپ ٹاپ کے آگے بیٹھا دیکھا تو ماتھا پیٹ لیا۔ وہ کئی دنوں بعد دل بہلانے کے لیے آن لائن ہوئی تھی۔ ”کیا۔۔۔ کیا ہوا ممی؟“ وہ ایک دم گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔

”میں نے دو دن قبل۔۔۔ شہاب کو کال کر کے جیکے سے ساری بات بتائی، اس نے یوشع سے اس مسئلے پر تفصیلی بات کی، مگر وہ تمہارا نام سننے کو تیار نہیں“ غزالہ ہانپ اٹھیں۔

”آخر مجھ سے ایسا کون سا جرم سرزد ہو گیا ہے؟“ ماوری، سٹریائی انداز میں چیخی، اس دن سے سوچ سوچ کر اس کا اپنا دل غمگین تھا۔ ”تمہارا کوئی نیٹ فرینڈ، شیریں تھا۔“ انہوں نے دانت کچکچا کر پوچھا۔

”شیریں۔۔۔ اس نے کچھ دیر سوچا، اسے یاد آگیا۔ ایک سال قبل شیریں نام کا لڑکا اس کی فرینڈز لسٹ میں شامل تھا۔ شیریں نے شروع میں تو بات چیت بہت مہذب انداز اپنایا، وہ بھی اس سے چیٹ کرتی رہی، مگر چند مہینوں کی دوستی میں وہ کھل کر سامنے آگیا، اس کی بے ہودہ گوئی، جب حد سے بڑھنے لگی تو ماوری نے اسے ان فرینڈز کر دیا۔ اسے ماں کے کہنے پر ساری بات یاد آگئی۔

”جی تھا ایک فضول سال لڑکا۔۔۔ مگر اس کا میرے اور یوشع کے معاملے سے کیا تعلق ہے؟“ وہ نا سمجھ میں آنے والے انداز میں بولی۔

”وہ ہی منحوس تو ہے۔۔۔ اس منگنی کے خاتمے کا سبب۔۔۔ وہ بھی آسٹریلیا میں رہائش پذیر ہے۔“ غزالہ نے بیٹی کو دیکھ کر غصے سے کہا۔

”شیریں۔۔۔ وہ اس نے کیا کیا؟“ ماوری ہٹائی اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔

READING  
Section



”یوشع نے چند دنوں تک تو تمہارا دفاع کیا مگر ایک دن شیریں نے ثبوت میں آخری کیل کے طور پر تمہاری تصاویر اور ان باکس میں کی جانے والی چھٹ کا امیج اسے میل کر دی۔ بس وہیں سے یوشع کا دل خراب ہوا اس نے ماں باپ سے انکار کا کہا وہ لوگ شریف لوگ تھے اسے سمجھاتے رہے مگر جب بات شادی کی تاریخ طے کرنے تک جا پہنچی تو یوشع نے دھمکی دے دی ”آپ لوگ وہاں جا کر مارنخ دے دیں“ مگر میں پاکستان نہیں آؤں گا اس کے بعد اس نے یہاں ایک منٹ کی کال کی اور منگنی توڑنے کی اطلاع دے کر فون بند کر دیا۔ ”غزالہ نے ہانپتے ہوئے ساری کہانی بیٹی کے گوش گزار کی جو انہیں شہاب کے ذریعے پتا چلی۔

”اس نے شہاب سے یہ بھی کہا کہ اگر اتنی آزاد خیال لڑکی کو بیوی بنانا ہو تو یہاں لڑکیوں کی کمی تھوڑی ہے“ غزالہ نے زہر آلود نگاہ ڈال کر کہا۔ ماوری اس کی بے اعتباری پر سن رہ گئی۔



”بیٹا۔۔۔ اب تم ہی کچھ کر سکتے ہو۔ ابھی خاندان میں کسی کو اس بات کی خبر نہیں سوچو تمہارے ماموں کی کتنی بدنامی ہوگی۔“ شہاب جلد ہی حیدر آباد سے لوٹا تو غزالہ نے رو رو کر اس سے یوشع سے ایک بار پھر بات کرنے کی التجا کی۔

شہاب نے ماوری سے صفائی کا ایک لفظ بھی نہیں مانگا وہ اسے اچھی طرح سے جانتا تھا اسے پورا یقین تھا کہ شیریں نامی لڑکا جھوٹ سے کام لے رہا ہے اور چیزوں کو جس طرح سے بڑھا چڑھا کر پیش کر رہا ہے ویسا کچھ نہیں ہوا ہوگا۔

اس نے دوست کو کئی بار فون گھمایا اور اس کا مقدمہ کچھ اس ڈھنگ سے لڑا کہ یوشع کے دل پر چھائیں ساری کٹافٹیں دھیرے دھیرے دھل گئیں بدگمانیاں ختم ہونے لگیں۔ کئی دنوں تک جاری گفت و شنید کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اس رشتے کو دوبارہ جوڑنے پر

آمادہ ہو گیا۔

”ارے لڑکی جلدی سے کچھ کھلاؤ“ من کی مراد پوری ہونے والی ہے۔“ شہاب نے اپنے دل پر قابو پاتے ہوئے ”ماوری کے کمرے میں شور مچاتا داخل ہوا۔ وہ روشنیاں گل کرے“ یوشع کی بے وفائی اور بدگمانی کا سوگ منانے میں مشغول تھی۔

”اب کون سی مراد پوری ہوتی ہے۔“ پہلے تو اس نے اس نگاہیں اس پر ڈال کر پوچھا پھر شہاب کے تفصیل بتانے پر اسے کچھ باتیں بہت چھپیں۔ ”مبارک ہو۔۔۔ ماوری۔“ یوشع اگلے ہفتے پاکستان آ رہا ہے۔ تاکہ تم دونوں کی نکاح کی رسم ادا کی جاسکے“ شہاب نے مسکرا کر اپنی تین خوش خبری سنائی۔

”نہیں ان کو منع کر دیں۔ اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔“ ماوری کے من میں عجیب سا تضحیک کا احساس جاگا۔

”پلیز میں نے اسے بڑی مشکل سے منایا ہے۔ تمہاری ایسی باتوں سے وہ دوبارہ ناراض ہو جائے گا۔“ شہاب ایک دم گڑبڑا اٹھا۔

”مجھے ایسا مستقبل نہیں چاہیے جس میں ہمیشہ روٹھنے اور منانے کا خدشہ رہے“ آپ نے سچ کہا تھا کانوں کے کچے شخص کے ساتھ زندگی گزارنا مشکل ہوتا ہے۔“ ماوری کی پرسوج نگاہیں شہاب کا جائزہ لینے لگی۔

”جو ہو گیا۔۔۔ سو ہو گیا۔ جتنی باتوں کو بھول کر نئی زندگی شروع کرو“ شہاب نے مسکرا کر دلاسا دیا اس کی آنکھوں سے نرمی اور خلوص جھلک رہا تھا۔

”میں بے وقوف تھی جو اس کی وفا پر ایمان لے آئی جسے مجھ پر یقین ہی نہ تھا“ پر اب اچھی طرح سے جان گئی ہوں کہ وفا شناس اور محبت نواز کون ہے“ ماوری کے ہونٹوں پر پھکی سی مسکراہٹ چھا گئی۔ اس نے ان چند دنوں میں بے وقوفی سے سمجھ داری تک کا سفر بڑی سرعت سے طے کیا۔

”ماوری۔۔۔ پلیز میری پر خلوص کوششوں کی لاج رکھ لو“ میں بس تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔“



خراں اندر کی جانب بڑھ گئی۔ شہاب کو لگا گویا سکون کی ایک لہر اس کی روح کے اندر تک سرایت کر گئی ہو۔ ماوری کے لفظوں میں کیسی مسیحا تھی۔ بے قرار دل کو قرار آنے لگا۔

شہاب نے التجا کی اس کے چہرے پر گشدرہ محبتوں کے رنگ ابھرے۔

”جس وقت پوشع نے مجھ سے پوچھے بنا شیر کی بات سن کر یکطرفہ فیصلہ کیا۔ بس وہ ہی لمحہ تھا اور ہمارے رشتے میں دڑار پڑ گئی، ویسے ہی جیسے شیشے کا گلاس چٹخ جاتا ہے اور قابل استعمال نہیں رہتا۔“

ماوری نے کہا تو وہ حیرت سے اس لڑکی کو تنکے لگا۔ ”محبت اس سے کرنا جس کے بغیر زندگی مشکل ہو جائے۔ بے وقوفی ہے۔ محبت تو اس کے ساتھ کا نام ہے۔ جس کے ساتھ زندگی آسان ہو جائے۔“ ماوری کے لب ہلے اس کا ذہن حتمی نتیجے تک جا پہنچا۔ ”کیا کہہ رہی ہو۔ میں کچھ سمجھا نہیں؟“ سب کچھ اس کی توقع کے برخلاف ہو رہا تھا، منہ حیرت سے کھل گیا۔

”اگر۔۔۔ ایسی بھوندو جیسی شکل نہ بنائیں تو شخصیت اتنی بری نہیں ہے۔“ ماوری نے اس کی ٹھوڑی پر انگلی رکھ کر منہ بند کر کے کہا۔

”سو۔۔۔ سوری۔“ وہ مزید ہونق بن گیا تو ماوری نے سر پیٹ لیا۔

”آپ پھوپھی اماں سے بات کر لیں اس بار انہیں مایوسی نہیں ہوگی۔“ اس نے کچھ دیر بعد ایک اور دھماکا کیا اور مسکرا دی۔

”کیا۔۔۔ مطلب؟“ شہاب نے تصدیق چاہی، پورا وجود دل بن کر دھڑکنے لگا۔

”یا اللہ۔ اب مطلب بھی میں سمجھاؤں۔“ ماوری نے کہا، اس کے گلاب کی ہنکھٹیوں سے لرزتے لب، جھکی جھکی غلافی آنکھیں بہت کچھ سمجھا گئیں۔

”تم کبھی مجھ سے دور تو نہیں جاؤں گی۔“ شہاب نے یقین دہانی چاہی۔

”نہیں۔۔۔ اب کبھی نہیں۔“ وہ مڑی اور سر ہلا کر بولی۔

”سچ؟“ شہاب کی آنکھوں میں جذبے لودینے لگے۔

”سچ۔“ اس نے شرارتی انداز میں کہا، خراں

Downloaded From  
Paksociety.com

انشاء جی کی خوبصورت تحریریں،

کارٹونوں سے مزین

آفسٹ طباعت، مضبوط جلد، خوبصورت گروپوش

~~~~~

| قیمت  | کتاب کا نام            |             |
|-------|------------------------|-------------|
| 450/- | آوارہ گرد کی ڈائری     | سفر نامہ    |
| 450/- | دنیا گول ہے            | سفر نامہ    |
| 450/- | ابن بطوطہ کے تعاقب میں | سفر نامہ    |
| 275/- | چلتے ہو تو چین کو چلیے | سفر نامہ    |
| 225/- | مکری مگری پھر اسافر    | سفر نامہ    |
| 225/- | خوار گندم              | طہر و مزاج  |
| 225/- | آرزو کی آخری کتاب      | طہر و مزاج  |
| 300/- | اس بستی کے کوچے میں    | مجموعہ کلام |
| 225/- | چاندگر                 | مجموعہ کلام |
| 400/- | آپ سے کیا پردہ         | طہر و مزاج  |

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

37، اردو بازار، کراچی